محدث فتوی
مجلس التحقیق الاسلامی
ISLAMIC RESEARCH COUNCIL PAKISTAN

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا باپ اپنی بیٹی کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر کر سکتا ہے۔ اگر نہیں تو کیوں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کسی باپ کو بیٹی کی رضامندی کے بغیر اس کا نکاح کرنے کی اجازت نہیں، اس سلسلے میں تین احادیث شریفہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

1۔ امام بخاری اور امام مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لا تنکح الایم حتی تستأمر ولا تنکح البکر حتی تستأذن)

''بیوہ کا نکاح اس کا حکم لیے بغیر نہ کیا جائے اور دوشیزہ کا نکاح اس کی اجازت لیے بغیر نہ کیا جائے۔''

انہوں (صحابہ) نے عرض کیا:

یا رسول اللہ، وکیف اذنہا؟

''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس (یعنی دوشیزہ) کی اجازت کیسے ہے؟''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان تسکت)(بخاري، النکاح، لا ینکح الاب وغیرہ۔۔ ح: 5136، مسلم، النکاح، ح: 1419)

''یہ کہ وہ خاموش رہے۔''

امام بخاری نے اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

"باب لا ینکح الاب وغیرہ البکر والثیب الا برضاہما"

''اس بارے میں) باب کہ باپ یا کوئی اور (ولی) دوشیزہ یا بیوہ کا نکاح ان کی رضامندی کے بغیر نہ کرے۔)''

امام نووی نے مسلم کی روایت پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

"باب استیذان الثیب فی النکاح بالنطق والبکر بالسکوت"

''بیوہ سے نکاح میں بول کر اور دوشیزہ سے خاموش رہ کر اجازت لینے کے متعلق باب۔''

ب: امام بخاری نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(البکر تستأذن)

''دوشیزہ سے (اس کا نکاح کرنے کے لیے) اجازت طلب کی جائے گی۔''

میں نے عرض کیا:

ان البکر تستحیي

''دوشیزہ تو شرماتی ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اذنہا صماتہا)(بخاري، الحیل، في النکاح، ح: 6971، مسلم، النکاح، استیذان الثیب في النکاح، والبکر بالسکوت، ح: 1420)

''اس کی اجازت اس کا سکوت ہے۔''

ج: حضرات ائمہ ابوداؤد، ترمذی اور ابن حبان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تستأمر الیتیمۃ في نفسہا فان سکتت فہو اذنہا، وان ابت فلا جواز علیہا) (ابوداؤد، النکاح، في الاستئمار، ح: 2092، ترمذي، النکاح، ما جاء في اکراہ الیتیمۃ علی التزویج، ح: 1115، ابن حبان، النکاح، الولي، ح؛ 4097) (الفاظ حدیث ابوداؤد کے ہیں۔)

''یتیم بچی سے اس کی جان (یعنی اس کے نکاح) کے متعلق حکم طلب کیا جائے گا۔ پس اگر وہ خاموش رہے تو یہی اس کی طرف سے اجازت ہے اور اگر وہ انکار کردے تو اس پر کوئی زبردستی نہیں۔''

(یتیم بچی سے مراد بالغہ دوشیزہ ہے، جس کا باپ اس کے سن بلوغت کو پہنچنے سے پہلے فوت ہوگیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سابقہ حالت کے پیش اسے ''یتیمہ'' کہا۔)

(ملاحظہ ہو: معالم السنن للامام الخطابي 202/3، و عون المعبود 83/6، و تحفۃ الاحوذي 204/4)

امام ابن حبان نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

"ذکر الاخبار عما یجب علی الاولیاء من استئمار النساء اذا ارادوا عقد النکاح علیہن"

''عورتوں کے نکاح کا ارادہ کرتے وقت اولیاء (سرپرستوں) پر ان سے اجازت لینے کے وجوب کے متعلق احادیث کا ذکر۔''

(الاحسان في تقریب ابن حبان 392/9)

دو قابلِ توجہ باتیں

1۔ بیٹی سے کب اجازت لی جائے؟

عام طور پر تقریب نکاح کے موقع پر بیٹی کے والد یا ماموں وغیرہ اس سے اجازت طلب کرنے کی غرض سے جاتے ہیں۔ اگر اس سے پیشتر بیٹی سے اجازت لی جاچکی ہے تو شاید اس موقع پر طلب کردہ اجازت کی حیثیت ایک رسمی کاروائی سے زیادہ نہ ہوگی۔ لیکن اگر اس سے پیشتر اجازت نہ لی ہو تو یہ موقع اجازت طلب کرنے کے لیے مناسب نہیں، کیونکہ رشتہ کی ناپسندیدگی کی بنا پر اگر لڑکی اس وقت انکار کردے تو یہ والد اور خاندان کے لیے بہت بڑی پریشانی کا موجب ہوگا اور اگر وہ اپنی ناپسندیدگی کے باوجود اظہار نہ کرے تو اس کا حق مجروح ہوگا۔

درست طریقہ یہ ہے کہ رشتہ طے کرنے سے پیشتر بیٹی سے اجازت لی جائے۔ اس کی طرف سے اجازت ملنے پر ہی معاملہ کو آگے بڑھایا جائے ورنہ وہیں ختم کردیا جائے۔

2۔ دوشیزہ کی خاموشی کا معنی اس کے لیے واضح کرنا

دوشیزہ کی خاموشی سے اس کی اجازت سمجھے جانے کے بارے میں علامہ قرطبی نے ایک خوبصورت بات تحریر کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ہمارے بعض علماء نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے کہ دوشیزہ کو بتلایا جائے، کہ اس کی خاموشی کو اس کی اجازت سمجھا جائے گا، تاکہ وہ صورت حالت سے اچھی طرح آگاہ ہوجائے۔

ہمارے بعض شناسا فقہاء ایسے موقع پر دوشیزہ کو کہا کرتے تھے:

اگر تم اس پر راضی ہو تو چپ رہو اور اگر ناپسند ہے تو پھر بولو۔'' اور یہ یاد دہانی اچھی ہے۔''

(المفہم 118/4) (بیٹی کی شان و عظمت، از پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ افکارِ اسلامی